مقولی قضیے
(Categorical Propositions)

فکر کی تصدیق یہ ہے کہ وہ حقائق کے مطابق ہوتا ہے یعنی فکر حقیقت کا عکس ہوتا ہے۔ ذہن میں پیدا ہونے والے فکر سے تصور جنم لیتا ہے اور جب تصور کو الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے تو علمِ منطق کی اصطلاح میں اسے حد (Term) کہا جاتا ہے اور جب دو تصورات کے مابین تعلق پیدا کیا جاتا ہے تو اسے حکم (Judgement) کہتے ہیں۔ منطق کا تعلق عملِ حکم کے نتیجہ سے ہے۔ جب حکم کو الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے تو اسے علمِ منطق کی اصطلاح میں قضیہ (Proposition) کہتے ہیں۔ مثلاً:

"سقراط ایک انسان ہے۔"

"اسلم ایک طالب علم ہے۔"

"سرخ آم میٹھے ہیں۔"

ان جملوں میں دو تصورات کے مابین تعلق پیدا کیا گیا ہے۔ "سقراط"، "انسان"، "اسلم"، "طالب علم"، "سرخ آم" اور "میٹھے" سب تصورات ہیں۔ "سقراط" کا "انسان" کے ساتھ، "اسلم" کا "طالب علم" کے ساتھ اور "سرخ آم" کا "میٹھے" کے ساتھ تعلق پیدا کیا گیا ہے۔ یہ عمل، عملِ تصدیق ہے۔ اور مختلف تصدیقات کو الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے علمِ منطق کی اصطلاح میں یہ تینوں جملے قضیے (Propositions) ہیں۔

ارونگ کوپی (Irving Copi) کے خیال میں "ارسطوئی منطق استخراجیہ ایسے استدلال پر مبنی ہوتی ہے جو قضیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اسے مقولی یا درجاتی قضیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ قضیے درجات یا جماعت (Categories or Class) کے بارے میں ہوتے ہیں۔ یونانی نظریہ استخراج کی تفہیم کے لیے ہمیں قضیوں کا بڑی احتیاط سے تجزیہ کرنا ہوگا جو کہ اس نظریہ کی عمارت کی اہم اینٹیں ہیں۔ اس استدلال کو لیجئے۔

تمام کھلاڑی سبزی خور نہیں ہیں۔

تمام کھلاڑی فٹ بال کھیلنے والے ہیں۔

لہٰذا تمام فٹ بال کھیلنے والے سبزی خور نہیں ہیں۔

اس استدلال میں تمام جملے درجاتی یا مقولی قضیے ہیں جن میں مختلف جماعتوں کے اقرار یا انکار کی وضاحت کی گئی ہے۔

قضیہ دو حدود کے متعلق ایک حکم ہوتا ہے۔ ایسا حکم جو ان دو حدود کے باہمی اتحاد یا اختلاف کو ظاہر کرے یعنی کوئی بھی قضیہ دو حدود کے باہمی تعلق کا اقرار یا انکار ہوتا ہے۔ مثلاً "تمام آم میٹھے ہیں"۔ اس قضیہ میں تمام آموں کے میٹھے ہونے کا اقرار

کیا گیا ہے۔ "تمام طلبا حاضر نہیں ہیں" اس قضیہ میں تمام طلبا کے حاضر ہونے کا انکار کیا گیا ہے۔ اس طرح قضیہ کی تعریف یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ قضیہ ایک ایسا جملہ ہوتا ہے جس میں کسی شے کے بارے میں اس کا اقرار یا انکار کیا جاتا ہے۔ تمام قضیے جملے ہوتے ہیں۔ کیونکہ تمام قضیوں میں اقرار یا انکار پایا جاتا ہے اور وہ مکمل مفہوم بیان کرتے ہیں لیکن تمام جملے قضیے نہیں ہوتے کیونکہ ہر جملے میں اقرار یا انکار نہیں پایا جاتا۔

کسی جملے میں کوئی مفہوم تو پایا جاسکتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس میں کسی شے کا اقرار یا انکار بھی کیا گیا ہو مثلاً "دروازہ بند کردیں" یہ ایک مکمل جملہ ہے لیکن اس میں کسی حد کا انکار یا اقرار نہیں پایا جاتا بلکہ یہ محض ایک حکمیہ (Ordered) جملہ ہے۔ اسی طرح "تم کیوں آئے؟"، "اسلم کھڑے ہوجاؤ"۔ "کاش میں کل وہاں ہوتا!" وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام جملے تو ہیں لیکن علم منطق کے مطابق قضیے نہیں ہیں۔

انسان فانی ہے۔

کوے سیاہ ہیں۔

گھوڑا مفید جانور ہے۔

پانی بہتا ہے۔

ان تمام جملوں میں کسی نہ کسی شے کا اقرار پایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ تمام جملے قضیے ہیں کیونکہ ان میں "ہے" اور "ہیں" کا استعمال کرکے اقرار کا اظہار کیا گیا ہے۔ قضیے میں کسی شے کا اقرار یا انکار ضروری پایا جاتا ہے۔ اسی طرح:

آم میٹھے نہیں ہیں۔

طلبا حاضر نہیں ہیں۔

حمید احمق نہیں ہے۔

پھول سرخ نہیں ہیں۔

ان تمام جملوں میں کسی نہ کسی شے کا انکار پایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ تمام جملے بھی قضیے ہیں کیونکہ ان میں "نہیں ہیں" یا "نہیں ہے" استعمال کرکے انکار کا اظہار کیا گیا ہے۔

قضیہ دو حدود کے متعلق ایک حکم ہوتا ہے۔ ایسا حکم جس میں حدود کے ہونے کا اقرار یا ہونے کا انکار بیان کیا جاتا ہے۔ ساخت کے لحاظ سے قضیے کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا حصہ موضوع (Subject)، دوسرا محمول (Predicate) اور تیسرا ان دونوں کو ملانے والی علامت نسبت حکمیہ (Copula) ہے۔

قضیے کے ان تین اجزاء کی وضاحت یہ ہے کہ:

ا۔ وہ شے جس کے بارے میں اقرار یا انکار کیا جاتا ہے، کو موضوع (Subject) کہتے ہیں۔

۲۔ وہ شے جس کا اقرار یا انکار کیا جاتا ہے، کو محمول (Predicate) کہتے ہیں۔

۳۔ جس علامت سے انکار یا اقرار کی وضاحت ہوتی ہے، اسے نسبتِ حکمیہ (Copula) کہتے ہیں۔ مثلاً:
"انسان فانی ہیں۔"

اس قضیے میں "انسان اور "فانی" دو حدیں ہیں۔ انسان ایک ایسی حد ہے جس کے بارے میں اقرار کیا گیا ہے۔ لہٰذا "انسان" موضوع (Subject) ہے۔ "فانی" دوسری حد ہے اس قضیے میں انسان کے فانی ہونے کا اقرار کیا گیا ہے۔ اس لیے "فانی" محمول (Predicate) ہے۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ جب تک "ہے"، "نہیں ہے"، "ہیں"، "نہیں ہیں"، کے الفاظ ان دونوں حدود کے ساتھ نہ لگائی جائیں، موضوع کے اقرار یا انکار کا پتہ نہیں چلتا۔ "انسان فانی ہیں" قضیے میں لفظ "ہیں" ایسی علامت ہے جس سے انسان کے فانی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ یہی دونوں حدود کو آپس میں ملاتا ہے۔ اس لیے "ہیں" "نسبتِ حکمیہ" ہے۔ نسبتِ حکمیہ ہمیشہ زمانہ حال (Present Tense) میں ہوتی ہے۔ علمِ منطق کا سروکار عملِ حکم اور نتائجِ حکم سے ہوتا ہے اور حکم ہمیشہ زمانہ حال میں کیا جاتا ہے۔ یعنی جس حدِ واقع کا حکم مقصود ہو وہ یقیناً زمانہ حال میں ہوتا ہے۔ اس لیے یہ صحیح ہے کہ نسبتِ حکمیہ جس سے انکار یا اقرار کا پتہ چلتا ہے، کا تعلق ہمیشہ زمانہ حال سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی قضیہ ماضی اور مستقبل کے بارے میں ہو تو اس کو منطقی شکل میں تبدیل کیا جاسکتا ہے تا کہ نسبتِ حکمیہ زمانہ حال میں ہو اور زمانہ ماضی اور مستقبل کو محمول کی طرف منتقل کردیا جائے۔

مثلاً "زید کل حاضر تھا"، اس جملے کو منطقی شکل میں یوں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ "زید ہے وہ شخص جو کل حاضر تھا" اس میں "زید" موضوع کے ساتھ "ہے" لگا کر زمانہ حال میں تبدیل کیا گیا ہے جبکہ "شخص" محمول کو ماضی میں ہی رہنے دیا گیا ہے۔
اس طرح "میرا بھائی کل لاہور جائے گا"، اس جملے کو منطقی شکل میں یوں تبدیل کریں گے۔ "میرا بھائی ہے وہ شخص جو کل لاہور جائے گا۔"

اس طرح بعض اوقات مختصرات میں جملے مکمل نہیں ہوتے لیکن مفہوم صحیح بیان کرتے ہیں کیونکہ نسبتِ حکمیہ ان مختصر جملوں کے اندر چھپی ہوتی ہے۔ ان مختصر جملوں کو بھی منطقی شکل میں تبدیل کر کے نسبتِ حکمیہ کو الگ کیا جاسکتا ہے۔
مثلاً "کتے بھونکے"۔ "برف ٹھنڈی"۔ "گھوڑا وفادار"
ان تینوں مختصر جملوں میں نسبتِ حکمیہ، موضوع اور محمول میں مدغم ہوتی ہے۔ ان کو منطقی شکل میں یوں تبدیل کیا جاسکتا ہے:

کتے بھونکے۔	کتے ہیں وہ جانور جو بھونکے۔
برف ٹھنڈی۔	برف ہے وہ چیز جو ٹھنڈی ہے۔
گھوڑا وفادار۔	گھوڑا ہے وہ جانور جو وفادار ہے۔

اس طرح تینوں جملوں یا قضیوں میں موضوع، محمول اور نسبتِ حکمیہ واضح طور پر الگ الگ دکھائی دیتے ہیں۔ واضح اور صاف قضیے کی خوبی یہی ہے کہ موضوع، محمول اور نسبتِ حکمیہ علیحدہ علیحدہ واضح نظر آئیں۔ اگر کسی جملے کو منطقی شکل میں تبدیل نہ کیا جاسکے اور نسبتِ حکمیہ واضح نہ ہو تو وہ جملہ قضیہ نہیں ہوسکتا ہے۔

"چلو دوڑو"، "دروازہ بند کرو"، "تم کیوں آئے" یہ تینوں مختصر جملے تو ہیں لیکن قضیے نہیں ہیں کیونکہ ان کو منطقی شکل میں تبدیل کر کے موضوع، محمول اور نسبتِ حکمیہ الگ الگ نہیں کیے جا سکتے۔ ان میں نسبتِ حکمیہ ہے ہی نہیں۔

چار مقولی قضیے
(Four Categorical Propositions)

مختلف انداز سے دو حدود کو ایک دوسرے سے منسلک کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً:

۱۔ اگر ایک جماعت (Class) کا ہر رکن دوسری جماعت کا ممبر بھی ہے تو پہلی جماعت شامل ہوگی یا دوسری پر مشتمل ہوگی۔ جیسے "کتے اور دودھ پلانے والے جانوروں کی جماعت۔"

۲۔ اگر ایک جماعت کے تمام نہیں بلکہ کچھ ارکان دوسری جماعت کے ممبر بھی ہیں۔ تو کہا جا سکتا ہے کہ پہلی جماعت جزوی طور پر دوسری جماعت پر مشتمل ہے۔ جیسے خواتین کی جماعت اور کھلاڑیوں کی جماعت۔

۳۔ اگر دو حدود میں کوئی رکن بھی مشترک نہیں ہے تو دونوں جماعتیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوں گی۔ جیسے دائروں کی جماعت اور مثلثوں کی جماعت۔

مختلف جماعتوں میں تعلق مقولی قضیوں سے اقرار یا انکار سے کیا جا سکتا ہے نتیجتاً مقولی قضیوں کی چار اساسی اور معیاری اقسام بنتی ہیں، جن کی وضاحت درج ذیل چار قضیوں سے کی جاتی ہے۔

۱۔ تمام سیاست دان جھوٹے ہیں۔
۲۔ تمام سیاست دان جھوٹے نہیں ہیں۔
۳۔ کچھ سیاست دان جھوٹے ہیں۔
۴۔ کچھ سیاست دان جھوٹے نہیں ہیں۔

مزید مثالیں لیجئے:

۱۔ تمام سرخ آم میٹھے ہیں۔
۲۔ تمام سرخ آم میٹھے نہیں ہیں۔
۳۔ کچھ سرخ آم میٹھے ہیں۔
۴۔ کچھ سرخ آم میٹھے نہیں ہیں۔

۱۔ تمام طلبا حاضر ہیں۔
۲۔ تمام طالب علم حاضر نہیں ہیں۔

۳۔ کچھ طالب علم حاضر ہیں۔
۴۔ کچھ طالب علم حاضر نہیں ہیں۔

اب ان مثالوں میں چار اساسی، معیاری منطقی قضیوں کی وضاحت کی جاتی ہے۔

1۔ ''تمام سیاست دان جھوٹے ہیں'' اس میں پہلی جماعت سیاست دان کا ہر رکن دوسری جماعت ''جھوٹے'' کا رکن ہے۔ ''تمام آم میٹھے ہیں'' اور ''تمام طلبا حاضر ہیں'' میں بھی یہی صورت حال ہے کہ پہلی جماعت '' آم'' کا ہر رکن دوسری جماعت ''میٹھے'' کا رکن ہے اور پہلی جماعت ''طلبا'' کا ہر رکن دوسری جماعت ''حاضر'' کا رکن ہے۔

۲۔ دوسرے قضیے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ پہلی جماعت کا کوئی رکن بھی دوسری جماعت کا رکن نہیں ہے۔ مثلاً ''تمام سیاست دان جھوٹے نہیں ہیں۔'' اس میں ''سیاست دان'' پہلی جماعت ہے اور'' جھوٹے'' دوسری جماعت ہے۔ اس قضیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے قضیے ''تمام سیاست دان جھوٹے ہیں۔'' سے بالکل برعکس قضیہ ہے۔''تمام سیاست دان جھوٹے نہیں ہیں۔''

۳۔ تیسرے قضیے '' کچھ سیاست دان جھوٹے ہیں۔'' اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ پہلی جماعت کے کچھ ارکان دوسری جماعت کے کچھ ارکان میں شامل ہیں۔ یعنی کچھ ''سیاست دان'' ایک جماعت ہے۔ اس طرح کچھ حصہ دوسری جماعت ''جھوٹے ''میں شامل ہے۔

۴۔ چوتھے قضیے '' کچھ سیاست دان جھوٹے نہیں ہیں'' اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ پہلی جماعت کے کچھ ارکان دوسری جماعت کے کچھ ارکان میں شامل نہیں ہیں۔ یعنی'' کچھ سیاست دان جھوٹے نہیں ہیں''۔

کمیت، کیفیت اور قضایا کی جامعیت
(Quantity, Quality and Distribution of Propositions)

قضیہ وہ جملہ ہوتا ہے جس میں کسی شے کا اقرار یا انکار پایا جاتا ہے۔ یونانی فلسفی ارسطو(Aristotle) کے خیال میں منطق قوانین فکر کا مطالعہ ہے اور فکر سے ارسطو کی مراد نتائج فکر ہے نہ کہ عمل فکر۔ ارسطوئی منطق میں حد (Term) منطق کی بنیادی اکائی ہے، جو تصور کو الفاظ میں بیان کرنے کا نام ہے۔

اس لئے جب دو حدود کے درمیان اقرار یا انکار کا رشتہ قائم ہو تو اس کو حکم (Judgement) کہتے ہیں اور جب اس حکم کو الفاظ میں بیان کیا جائے تو یہ قضیہ ہوتا ہے۔ مثلاً تمام انسان فانی ہیں۔ اس میں'' انسان'' اور'' فانی'' دو حدود ہیں۔ ان کے درمیان اقرار یا اثبات کا رشتہ قائم ہے یعنی انسان کے فانی ہونے کا اقرار کیا گیا ہے لہٰذا ارسطو کی منطق کے مطابق یہ ایک حکم ہے اور اسے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے جو ایک قضیے کی شکل اختیار کر گیا ہے۔

اسی طرح ''تمام طلبا حاضر ہیں''، ''تمام آم میٹھے ہیں''، ''تمام کوے سیاہ ہیں'' یہ اقرار والے قضیے ہیں کیونکہ ان میں نسبت حکمیہ ''ہیں'' کی وجہ سے دو حدود کے درمیان اقرار کا رشتہ پایا جاتا ہے۔ جب کہ'' تمام طلبا حاضر نہیں ہیں''، ''تمام آم میٹھے

نہیں ہیں"۔"تمام افراد سیاح نہیں ہیں"۔ یہ انکار والے قضیے ہیں کیونکہ ان میں نسبت حکمیہ "نہیں ہیں" کی وجہ سے دو حدود کے درمیان انکار کا رشتہ پایا جاتا ہے۔

ارسطو نے قضایا (Propositions) کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ ہر قسم کی کوئی نہ کوئی وجہ یا بنیاد ضرور قائم کی گئی ہے۔ مثلاً

1۔ ترکیب کے لحاظ سے .... مفرد اور مرکب قضایا

(Simple and Compound Propositions on the basis of composition)

2۔ کمیت کے لحاظ سے .... کلیہ اور جزئیہ قضایا

(Univeral and Particular Propositions on the basis of Quantity)

3۔ کیفیت کے لحاظ سے .... موجبہ اور سالبہ قضایا

(Affirmative and Negtive Propositions on the basis of Quality)

4۔ نسبت کے لحاظ سے .... حملی، شرطیہ اور منفصلہ قضایا

(Categorical, Hypothetical and Disjunctive Propositions on the basis of relations)

5۔ جہت کے لحاظ سے .... ضروری، حادثیہ اور احتمالیہ قضایا

(Necessary, Assertory and Problematic Propositions on the basis of modality)

6۔ بلحاظ مفہوم .... تحلیلی اور ترکیبی قضایا

(Verbal or Analytical and Real or Synthetic Propositions on the basis of meaning)

ارسطو کی منطق میں قضیوں کی بے حد اہمیت ہے۔ عمومی معنوں میں قضیوں کی دو بڑی اقسام سادہ قضیے اور مرکب قضیے بیان کی جاتی ہیں۔ یعنی جس قضیے میں صرف ایک موضوع اور ایک محمول ہو وہ سادہ قضیہ ہوتا ہے۔ مثلاً "تمام انسان فانی ہیں"۔ جس قضیے میں ایک سے زیادہ موضوع اور محمول ہوں وہ مرکب قضیہ ہوتا ہے۔ مثلاً "زید اور اس کا بھائی بیمار ہیں"۔

اب ہم زیادہ اہم اور ضروری اقسام کی وضاحت کرتے ہیں جن کی منطق میں بار بار ضرورت پڑتی ہے۔ وہ ہیں کمیت (Quantity) اور کیفیت (Quality) کے لحاظ سے قضیوں کی اقسام۔ کمیت (Quality) کے لحاظ سے قضیوں کی دو اقسام ہیں۔ کمیت میں مقدار ظاہر کی جاتی ہے۔

1۔ کلیہ قضیے (Universal Propositions)

2۔ جزئیہ قضیے (Particular Propositions)

1۔ کلیہ قضیے (Univerersal Propositions)

کلیہ قضیے وہ قضیے ہوتے ہیں جن میں موضوع اپنی تعبیر کے لحاظ سے مکمل طور پر لیا گیا ہو۔ یعنی جن میں

محمول (Predicate) کا اقرار یا انکار موضوع (Subject) کی پوری جماعت کے متعلق کیا جائے۔ مثلاً "تمام انسان فانی ہیں"، "تمام کوے سیاہ ہیں"، "تمام آم میٹھے ہیں"۔ ان تینوں مثالوں میں کل جماعت کے متعلق اقرار کیا گیا ہے یعنی پہلی مثال میں "انسان" کی کل جماعت کے "فانی" ہونے کا اقرار یا اثبات کیا گیا ہے۔ دوسری مثال میں "کوے" کی تمام جماعت کے "سیاہ" ہونے کا اقرار کیا گیا ہے اور اسی طرح تیسری مثال میں "آم" کی تمام جماعت کے "میٹھے" ہونے کا اقرار کیا گیا ہے۔

اگر ایک قضیے میں کل سو اکائیاں ہوں اور تمام اکائیوں کو مثبت یا منفی کیا گیا ہو تو ہم اس قضیے کو کلیہ قضیہ کہیں گے کیونکہ اس میں کل کی بات کی گئی ہے۔ تمام کے تمام ممبران یا افراد ایک ہی طرح کے ہوں یعنی یا تو تمام حاضر ہوں یا پھر تمام حاضر نہ ہوں تو اس کے بارے میں قائم کئے گئے قضیے کو کلیہ قضیہ کہیں گے مثلاً "فلسفے کی کلاس کے تمام طلبا حاضر ہیں" یہ ایک کلیہ قضیہ ہے اور اگر یہ بھی کہیں کہ فلسفے کی کلاس کے تمام طلبا حاضر نہیں ہیں" تو یہ بھی ایک کلیہ قضیہ ہے۔ پہلے قضیے میں کل کے حاضر ہونے کا اقرار کیا گیا ہے جبکہ دوسرے قضیے میں کل کے حاضر ہونے کا انکار کیا گیا ہے۔ کلیہ قضیے کو ظاہر کرنے کے لئے تمام، سب، کل وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

2- جزئیہ قضیے (Particular Propositions)

جزئیہ قضیہ وہ قضیہ ہوتا ہے جس میں تمام اکائیوں کے بجائے کچھ اکائیاں لی جاتی ہیں۔ اس کچھ سے مراد ایک جز ہے اور یہ جز بڑا بھی ہوسکتا ہے اور چھوٹا بھی۔ یعنی کل اکائیاں اگر سو ہیں ان میں سے ننانوے کے بارے میں اقرار یا انکار کیا گیا ہے تو یہ جزئیہ قضیہ ہے۔ اسی طرح اگر سو میں سے ننانوے کے بجائے ایک اکائی کے بارے میں اقرار یا انکار کیا گیا ہے تو یہ بھی جزئیہ قضیہ ہے۔ ننانوے اکائیوں والا جز بڑا ہے اور ایک اکائی والا جز چھوٹا ہے لیکن ہے جز ہی۔

جزئیہ قضیہ میں موضوع اپنی تعبیر کے لحاظ سے مکمل نہیں لیا جاتا بلکہ اس کا کچھ حصہ یعنی جز لیا جاتا ہے یعنی جس قضیے میں محمول کا اقرار یا انکار موضوع کی جماعت کے کچھ حصے کے متعلق ہوتا ہے اسے جزئیہ قضیہ کہتے ہیں۔ مثلاً

"کچھ آدمی ایماندار ہیں"۔ "کچھ میز گول نہیں ہیں"۔

پہلے قضیے میں "آدمی" کی جماعت کے کچھ حصے کے "ایماندار" ہونے کا اقرار کیا گیا ہے جبکہ دوسرے قضیے میں کچھ "میز" کے "گول" ہونے کا انکار کیا گیا ہے۔ جزئیہ قضیہ کی مزید مثالیں لیجئے۔

"کچھ طلبا ذہین ہیں"۔ "بعض مسافر سوئے ہوئے ہیں"۔ "چند آم میٹھے ہیں"۔ "کچھ طلبا حاضر نہیں ہیں"۔ "کچھ طلبا شادی شدہ ہیں"۔

جزئیہ قضیہ میں موضوع (Subject) کی جماعت کے ایک حصے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے یعنی جزئیہ قضیے میں محمول (Predicate) کا تعلق موضوع کی پوری جماعت سے نہیں ہوتا بلکہ جماعت کے کچھ حصے سے ہوتا ہے۔ جزئیہ قضیہ کے لیے کچھ، بعض، چند، عموماً، عام طور پر، اکثر، بہت سے، تقریباً، وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

کیفیت (Quality) کے لحاظ سے قضیوں کی دو اقسام ہیں۔

کیفیت میں خاصیت ظاہر کی جاتی ہے۔

1۔ موجبہ قضیے (Affirmative Proposition)

2۔ سالبہ قضیے (Negative Proposition)

1۔ موجبہ قضیے (Affirmative Proposition)

جس قضیہ میں محمول کا موضوع کے متعلق اقرار پایا جائے اسے موجبہ قضیہ کہتے ہیں۔ جس قضیے کی جماعت کے افراد یا ممبران مثبت ہوں، اقرار پایا جائے۔ نسبتِ حکمیہ "ہے" یا "ہیں" استعمال ہو۔ وہ قضیہ موجبہ قضیہ یا مثبت قضیہ ہوتا ہے یعنی اپنی خاصیت یا خوبی کے لحاظ سے موجبہ قضیہ مثبت قضیہ ہوتا ہے۔

مثلاً ''انسان فانی ہیں''۔ ''کوے سیاہ ہیں''۔ ''آم میٹھے ہیں'' ''فلسفے کے طلبا ذہین ہیں''، یہ سب موجبہ یا مثبت قضیے ہیں کیونکہ ان میں محمول کا موضوع کے متعلق اقرار یا اثبات پایا جاتا ہے۔ نسبتِ حکمیہ ''ہیں''۔ مثبت ہے۔ ''ا ب ہے''۔ ''ج د ہے'' وغیرہ

کیفیت کے لحاظ سے قضیوں کی اقسام کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے کہ قضیہ خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ لیکن اگر اس میں اقرار کی صورت ہے تو وہ موجبہ قضیہ ہے اور اگر انکار کی صورت ہے تو سالبہ قضیہ ہے۔

2۔ سالبہ قضیے (Negative Proposition)

سالبہ قضیہ وہ قضیہ ہوتا ہے جس میں محمول کا موضوع کے متعلق انکار پایا جائے۔ سالبہ قضیے میں نسبتِ حکمیہ موضوع اور محمول کے درمیان اختلاف یا انکار کا تعلق پیدا کرتی ہے۔ سالبہ قضیے میں نسبتِ حکمیہ "نہیں ہے" یا "نہیں ہیں" کی صورت میں استعمال کی جاتی ہے مثلاً "طلبا ذہین نہیں ہیں"۔ "آم میٹھا نہیں ہے"۔ "فلسفے کے طلبا لائق نہیں ہیں" "ا ب نہیں ہے۔ "ج د نہیں ہے"۔ کیفیت میں قضیے کی خاصیت، یا خوبی کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔ اس کا پتہ نسبتِ حکمیہ سے چلتا ہے۔ موجبہ قضیہ میں نسبتِ حکمیہ مثبت اور سالبہ قضیے میں نسبتِ حکمیہ منفی ہوتی ہے لیکن موضوع یا محمول مثبت یا منفی ہونے سے قضیے کی کیفیت کا کوئی تعلق نہیں۔ مثبت یا منفی صرف "ہے"، "ہیں"، "نہیں ہے" اور "نہیں ہیں" سے ظاہر ہوتا ہے مثلاً "انسان فانی ہے"۔ "طلبا حاضر ہیں"۔ "درخت کمرے نہیں ہیں"۔ "برف ٹھنڈی ہے"۔ "پانی گرم نہیں ہے"۔ وغیرہ وغیرہ۔

قضیوں میں حدود کی جامعیت

(Distribution of Terms in Propositions)

دو حدود کے متعلق ایک حکم (Judgement) کو قضیہ کہا جاتا ہے۔ کمیت اور کیفیت کے باہمی تعلق سے چار بنیادی قضیے بنتے ہیں۔ "ا" (A)، "ع" (E)، "ی" (I)، "و" (O)۔ ان قضیوں میں موضوع اور محمول، دو حدود پائی جاتی ہیں۔ اگر کوئی حد خواہ وہ کسی قضیے میں موضوع ہو یا محمول اپنی تعبیر (Connotation) دلالتِ افرادی کے لحاظ سے بحیثیت کل استعمال ہو تو وہ حد جامع (Distributed) ہوگی اور اگر کوئی حد خواہ وہ کسی قضیے میں موضوع ہو یا محمول اپنی تعبیر (Connotation) دلالتِ

افرادی کے لحاظ سے بحیثیت جزو استعمال ہو تو وہ حد غیر جامع (Undistributed) ہوگی۔ مثلاً کلیہ موجبہ اور کلیہ سالبہ قضایا میں کسی جماعت کو کل کی حیثیت سے لیا گیا ہے۔ اس لئے ان دونوں قضیوں میں حدود کی صورت یوں ہوگی۔

''ز'' کلیہ موجبہ قضیہ

تمام انسان فانی ہیں۔ تمام کوے سیاہ ہیں۔ تمام س پ ہیں۔ ان قضیوں میں موضوع کی مکمل تعبیر کی طرف اشارہ ہوتا ہے جیسا کہ لفظ ''تمام'' سے واضح ہوتا ہے لہذا کلیہ موجبہ قضیہ میں موضوع ہمیشہ جامع ہوتا ہے لیکن محمول کی مکمل تعبیر کی طرف اشارہ نہیں ملتا۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ''تمام انسان فانی ہیں'' تو ہمارا اشارہ موضوع یعنی ''انسان'' کی تمام جماعت کی طرف ہوتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ محمول یعنی ''فانی'' کی تمام جماعت کی طرف بھی اشارہ ہے یعنی یہ نہیں کہا گیا کہ تمام فانی اشیاء انسان ہوتی ہیں۔ صرف تمام انسان کے فانی ہونے کی بات کی گئی ہے اس لئے ''فانی'' کل کی حیثیت سے نہیں آیا لہذا یہ حد غیر جامع ہوگی۔ قضیہ ''ز'' کلیہ موجبہ میں موضوع ''انسان'' جامع حد اور محمول ''فانی'' غیر جامع حد ہیں۔

''ع'' کلیہ سالبہ قضیہ

تمام انسان فانی نہیں ہیں۔ تمام کوے سیاہ نہیں ہیں۔ تمام س پ نہیں ہیں۔ ان قضیوں میں موضوع اور محمول دونوں کی مکمل تعبیر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ''تمام انسان فانی نہیں ہیں'' تو اس میں ''تمام انسان'' اور ''تمام فانی'' کی طرف اشارہ ہے یعنی تمام فانی میں سے کوئی بھی انسان نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تمام س، پ سے خارج ہیں اور تمام پ، س سے خارج ہیں لہذا کلیہ سالبہ قضیہ میں موضوع اور محمول، دونوں جامع ہوتے ہیں۔

''ی'' جزئیہ موجبہ قضیہ

کچھ آم میٹھے ہیں۔ کچھ انسان فانی ہیں۔ کچھ کوے سیاہ ہیں۔ کچھ س پ ہیں۔ ان قضیوں میں ''کچھ آم''، ''کچھ انسان'' اور ''کچھ کوے'' میں لفظ ''کچھ'' سے ظاہر ہوتا ہے کہ موضوع کو مکمل طور پر نہیں لیا گیا۔ لہذا یہ واضح طور پر نظر آ رہا ہے کہ یہاں موضوع غیر جامع ہے اور محمول کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ کچھ آم میٹھے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا اشارہ تمام میٹھی چیزوں کی طرف نہیں ہے یعنی تمام آم تمام میٹھی اشیاء نہیں ہیں۔ کچھ آم کچھ میٹھی اشیاء ہیں۔ کچھ انسان کے کچھ فانی، کچھ کوے کے کچھ سیاہ، کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ لہذا محمول بھی غیر جامع ہے۔ جزئیہ موجبہ قضیہ میں موضوع اور محمول حدود، دونوں غیر جامع ہیں۔

''و'' جزئیہ سالبہ قضیہ

کچھ انسان فانی نہیں ہیں۔ کچھ گھوڑے سفید نہیں ہیں۔ کچھ کوے سیاہ نہیں ہیں۔ کچھ س پ نہیں ہیں۔ ان جزئیہ سالبہ قضیوں میں موضوع واضح طور پر غیر جامع ہے کیونکہ اس کے ساتھ ''کچھ'' کا لفظ ہی یہ بتاتا ہے کہ موضوع کو کل کی حیثیت سے نہیں لیا گیا لیکن محمول کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ ''کچھ س، پ نہیں ہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ کچھ ''س'' تمام ''پ'' سے خارج ہیں۔ کچھ

کوے تمام سیاہ اشیاء سے خارج ہیں۔ کچھ انسان تمام فانی اشیاء سے خارج ہیں لہذا جزئیہ سالبہ قضیہ میں محمول بحیثیت کل استعمال ہوا ہے۔اس لئے یہ حد یعنی محمول جامع ہے۔ جزئیہ سالبہ قضیہ میں موضوع غیر جامع اور محمول جامع ہوتا ہے۔

قضیے کی چار اساسی اشکال کے حدود کے جامع اور غیر جامع ہونے کو درج ذیل گوشوارے میں ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

Predicate	محمول	Subject	موضوع	قضیہ	
Undistributed	غیر جامع	Distributed	جامع	A	ا
Distributed	جامع	Distributed	جامع	E	ع
Undistributed	غیر جامع	Undistributed	غیر جامع	I	ی
Distributed	جامع	Undistributed	غیر جامع	O	و

قضیوں کی چار معیاری اشکال

(Four Standard Forms of Propositions)

قضیوں کی کئی ایک اقسام ہیں۔ ان میں سے اہم کمیت او کیفیت کے لحاظ سے دو قسمیں بنتی ہیں۔ کمیت کے لحاظ سے کلیہ اور جزئیہ قضیے اور اسی طرح کیفیت کے لحاظ سے موجبہ اور سالبہ قضیے ہیں۔ اگر ان اقسام کو یک جا کیا جائے تو کیفیت اور کمیت کو بنیاد بناتے ہوئے قضیوں کی چار بنیادی، معیاری اور اساسی اقسام یا اشکال بنتی ہیں۔

کوئی قضیہ اگر کلیہ ہے تو وہ کلی طور پر مثبت بھی ہوسکتا ہے اور منفی بھی۔ کوئی قضیہ اگر جزئیہ ہے تو وہ جزوی طو پر مثبت بھی ہوسکتا ہے اور منفی بھی۔ یہ چار اشکال درج ذیل ہیں جن کو اردو اور انگریزی حروف سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ حروف نشانات (Signs) کی حیثیت رکھتے ہیں۔

کلیہ موجبہ ...... ا ...... A

کلیہ سالبہ ...... ع ...... E

جزئیہ موجبہ...... ی — I

جزئیہ سالبہ...... و — O

ان قضیوں کی مثالیں ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

کلیہ موجبہ ...... ا ...... A — تمام انسان فانی ہیں۔

تمام آم میٹھے ہیں۔

تمام کھلاڑی ذہین ہیں۔

کلیہ سالبہ — ع — E تمام انسان فانی نہیں ہیں۔
تمام آم میٹھے نہیں ہیں۔
تمام کھلاڑی ذہین نہیں ہیں۔

جزئیہ موجبہ…… ی …… I کچھ انسان فانی ہیں۔
کچھ آم میٹھے ہیں۔
کچھ کھلاڑی ذہین ہیں۔

جزئیہ سالبہ…… و …… O کچھ انسان فانی نہیں ہیں۔
کچھ آم میٹھے نہیں ہیں۔
کچھ کھلاڑی ذہین نہیں ہیں۔

ان چار اساسی قضیوں میں دو مثبت ہیں اور دو منفی یعنی کلیہ موجبہ اور جزئیہ موجبہ دونوں مثبت ہیں (ژ اور ی) (A-----I) کلیہ سالبہ اور جزئیہ سالبہ دونوں منفی ہیں (ع اور و) (E-----O) ان اقسام کو گوشوارے میں یوں ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

Quantity....کمیت	Quality....کیفیت	Proposition....قضیہ
Universal....کلیہ	Affirmative....موجبہ	A ..... ژ
Universal....کلیہ	Negative....سالبہ	E ..... ع
Particular....جزئیہ	Affirmative....موجبہ	I ..... ی
Particular....جزئیہ	Negative....سالبہ	O ..... و

روایتی مربع اختلافات قضایا

(Traditional Square of Opposition of Propositions)

قضیوں کی چار بنیادی اشکال کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے آپس میں اکٹھی کرنے سے بنتی ہیں۔ "ژ"(A)، "ع"(E)، "ی"(I)، "و"(O)، یہ قضیے اپنی نوعیت کے اعتبار سے کیفیت اور کمیت دونوں لحاظ سے آپس میں مختلف ہیں۔

اس طرح قضیوں کی ان چار بنیادی اشکال کے باہمی تعلقات بھی پائے جاتے ہیں اور اختلافات بھی۔ مزید سمجھنے کے لئے یہ مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

"تمام انسان فانی ہیں" اس کلیہ موجبہ قضیے میں اگر حد "انسان" کی جگہ نشان کے طور پر حرف "س" اور حد "فانی" کی جگہ نشان کے طور پر حرف "پ" لکھا جائے تو شکل یوں بنے گی۔

انسان ـــ س (S)

فانی ...... پ (P)

☆ تمام انسان فانی ہیں۔

تمام س پ ہیں۔ ا ...... (A) قضیہ (All s is P)

☆ تمام انسان فانی نہیں ہیں۔

تمام س پ نہیں ہیں۔ ع ـــ (E) قضیہ (All S is not P)

☆ کچھ انسان فانی ہیں۔

کچھ س پ ہیں۔ ی ـــ (I) قضیہ (Some S is P)

☆ کچھ انسان فانی نہیں ہیں۔

کچھ س پ نہیں ہیں۔ و ـــ (O) قضیہ (Some S is not P)

قضیوں کے باہمی تعلقات کے علاوہ ان کے اختلافات بھی ہیں۔ ان باہمی اختلافات اور تعلقات کو جیومیٹری کی شکل مربع میں بھی ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

اسے مربع اختلافات (Square of Oppositions) یا مربع نسبتی (Square of Relations) کہا جاتا ہے۔ اس کو گراف میں یوں ظاہر کیا جاتا ہے۔

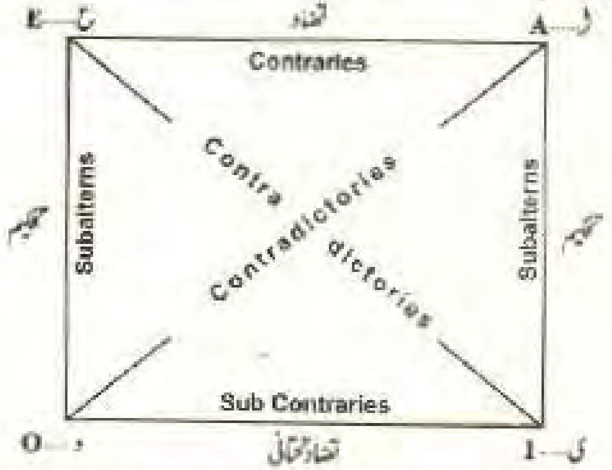

مربع اختلافات قضایا میں چاروں قضیوں "ا"(A)، "ع"(E)، "ی"(I) ، "و" (O)، میں چار ہی قسم کے باہمی اختلافات یا تعلقات پائے جاتے ہیں۔ اگر ان کا بخوبی جائزہ لیں تو ان کی یہ صورتیں بنتی ہیں۔

1۔ "ا"(A) اور "ی"(I)، میں ایک جانب اور "ع"(E) اور "و" (O) میں دوسری جانب تحکیم (Subaltern) کا تعلق یا اختلاف پایا جاتا ہے۔

2۔ "ک" (A) اور "و" (O) میں ایک جانب اور "ع" (E) اور "ی" (I) میں دوسری جانب تناقض (Contradictories) کا تعلق یا اختلاف پایا جاتا ہے۔

3۔ "ک" (A) اور "ع" (E) میں تضاد (Contrary) کا تعلق یا اختلاف پایا جاتا ہے۔

4۔ "ی" (I) اور "و" (O) میں تضاد تحتانی (Sub-Contrary) کا تعلق یا اختلاف پایا جاتا ہے۔

اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ چاروں قضیوں "ک" (A)، "ع" (E)، "ی" (I)، "و" (O)، میں موضوع اور محمول اگر ایک ہی ہوں لیکن یہ سب قضیے ایک دوسرے سے "کیفیت" یا "کمیت" یا پھر "کیفیت اور کمیت" ان دونوں اعتبار سے آپس میں مختلف ہوں تو اُن کے باہمی اختلافات یا تعلقات کو ایک مربع شکل میں ظاہر کرنے سے مربع اختلافات قضایا کہا جاتا ہے۔

1۔ تحکیم (Subaltern)

جن قضیوں میں کمیت کا اختلاف ہو اور موضوع و محمول ایک ہی ہوں، اُن کا آپس میں تعلق یا اختلاف تحکیم کہلاتا ہے۔ ان میں کیفیت کا اختلاف نہیں ہوتا۔ تحکیم کا تعلق کسی کلیہ قضیے اور اس کی اپنی کیفیت والے جزیہ قضیے میں ہوتا ہے۔ مثلاً:

Proposition ...(A) All S is P. قضیہ ... ک تمام س پ ہیں۔

Proposition ...(I) Some S is P. قضیہ ... ی کچھ س پ ہیں۔

ان دونوں قضیوں میں نسبت تحکیم پائی جاتی ہے۔ اسی طرح دوسری جانب بھی ایسا ہی ہے۔

Proposition ...(E) All S is not P. قضیہ ... ع تمام س پ نہیں ہیں۔

Proposition ...(O) Some S is not P. قضیہ ... و کچھ س پ نہیں ہیں۔

ان دونوں قضیوں میں بھی تحکیم پائی جاتی ہے۔ تحکیم کی ٹھوس مثالیں یہ ہیں۔

(A) All men are wise. (ک) تمام انسان دانا ہیں۔

(I) Some men are wise. (ی) کچھ انسان دانا ہیں۔

ان دونوں قضیوں "ک" اور "ی" میں تحکیم کا تعلق ہے اسی طرح دیگر دونوں قضیوں "ع" اور "و" میں تحکیم پائی جاتی ہے۔ مثلاً:

(E) All men are not wise. (ع) تمام انسان دانا نہیں ہیں۔

(O) Some men are not wise. (و) کچھ انسان دانا نہیں ہیں۔

تحکیم کے دو اہم اصول ہیں۔

1۔ اگر کلیہ سچ ہو تو جزیہ بھی سچ ہوتا ہے لیکن اگر کلیہ جھوٹ ہو تو جزیہ مشتبہ یا نامعلوم ہوتا ہے۔

2۔ اگر جزیہ سچ ہو تو کلیہ مشتبہ یا نامعلوم ہوتا ہے لیکن اگر جزیہ جھوٹ ہو تو کلیہ بھی جھوٹ ہوتا ہے۔

تحلیم کے ان اصولوں کے مطابق کلیہ کے سچ ہونے سے جزئیہ کا سچ ہونا لازم آتا ہے لیکن کلیہ کے جھوٹ ہونے سے جزئیہ کا سچ یا جھوٹ لازم نہیں آتا۔ اسی طرح اس کے اُلٹ، جزئیہ کے جھوٹ ہونے سے کلیہ کا جھوٹ لازم آتا ہے لیکن جزئیہ کے سچ سے کلیہ کا سچ یا جھوٹ ہونا لازم نہیں آتا۔ مثلاً:

If A is true,then I will be true. — اگر ڑ سچ ہو تو ی سچ ہوگا۔

If A is false,then I will be doubtful. — اگر ڑ جھوٹ ہو تو ی مشتبہ ہوگا۔

If E is true,then O will be true. — اگر ع سچ ہو تو و سچ ہوگا۔

If E is false,then O will be doubtful. — اگر ع جھوٹ ہو تو و مشتبہ ہوگا۔

If I is true,then A will be doubtful. — اگر ی سچ ہو تو ڑ مشتبہ ہوگا۔

If I is false,then A will be false. — اگر و جھوٹ ہو تو ڑ جھوٹ ہوگا۔

If O is true,then E will be doubtful. — اگر و سچ ہو تو ع مشتبہ ہوگا۔

If I is false,then A will be false. — اگر و جھوٹ ہو تو ع جھوٹ ہوگا۔

2۔ تناقض (Contradictory)

ایک ہی موضوع اور محمول والے قضیے کیفیت اور کمیت دونوں لحاظ سے مختلف ہوں تو ان کا آپس میں تعلق یا اختلاف تناقض کہلاتا ہے۔ تناقض کا تعلق ایک کلیہ اور ایک مختلف کیفیت رکھنے والے جزئیہ کے درمیان میں ہوتا ہے۔ مثلاً:

Proposition ...(A) All S is P. — قضیہ ... ڑ تمام س پ ہیں۔

Proposition ...(O) Some S is not P. — قضیہ ... و کچھ س پ نہیں ہیں۔

ان دونوں "ڑ" اور "و" قضیوں میں تناقض کا تعلق پایا جاتا ہے۔ اسی طرح:

Proposition ...(E) All S is not P. — قضیہ ... ع تمام س پ نہیں ہیں۔

Proposition ...(I) Some S is P. — قضیہ ... ی کچھ س پ ہیں۔

ان دونوں "ع" اور "ی" قضیوں میں تناقض کی نسبت پائی جاتی ہے۔ ان کی ٹھوس مثالیں یہ ہیں۔

(A) All men are doctors. — (ڑ) تمام آدمی ڈاکٹر ہیں۔

(O) Some men are not doctors. — (و) کچھ آدمی ڈاکٹر نہیں ہیں۔

ان دونوں قضیوں "ڑ" اور "و" میں تناقض کا تعلق ہے اسی طرح دیگر دونوں قضیوں "ع" اور "ی" میں تناقض پایا جاتا ہے۔ مثلاً:

(E) All men are not doctors. — (ع) تمام آدمی ڈاکٹر نہیں ہیں۔

(I) Some men are doctors. — (ی) کچھ آدمی ڈاکٹر ہیں۔

ایسے مختلف جوڑوں میں دونوں قضیے نقیضین (Contradictories) ہیں" الف" اور" و" ایک دوسرے کے اور" ع" اور" ی" ایک دوسرے کے نقیضین ہیں۔

3۔ تضاد (Contrary)

اگر دو کلیہ قضیوں میں موضوع اور محمول ایک ہی ہوں لیکن وہ قضیے آپس میں کیفیت کے لحاظ سے مختلف ہوں تو ان کا آپس میں تعلق یا اختلاف تضاد کہلاتا ہے۔اس کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ تضاد کا تعلق مختلف کیفیت رکھنے والے دو کلیہ قضیوں کے درمیان میں ہوتا ہے۔مثلاً:

Proposition ...(A) All S is P. قضیہ ... الف تمام س پ ہیں۔

Proposition ...(E) All S is not P. قضیہ ... ع تمام س پ نہیں ہیں۔

ان دونوں" الف" اور" ع" قضیوں میں تضاد کی نسبت پائی جاتی ہے۔اسی طرح:

(A) All men are doctors. (الف) تمام آدمی ڈاکٹر ہیں۔

(E) All men are not doctors. (ع) تمام آدمی ڈاکٹر نہیں ہیں۔

یہ دونوں قضیے آپس میں تضاد کا تعلق رکھتے ہیں۔ایسے مختلف کلیہ قضیوں کے جوڑوں میں دونوں قضیے ضدین (Contraries) کہلاتے ہیں۔قضیہ" الف" ایک کلیہ موجبہ قضیہ ہے اور" ع" بھی ایک کلیہ سالبہ قضیہ ہے۔یہ دونوں قضیے ایک دوسرے کی ضد (Contrary) ہیں۔

4۔ تضاد تحتانی (Sub-Contrary)

اگر دو جزئیہ قضیوں میں موضوع اور محمول ایک ہی ہوں لیکن وہ قضیے آپس میں کیفیت کے لحاظ سے مختلف ہوں تو ان کا آپس میں تعلق یا اختلاف تضاد تحتانی کہلاتا ہے۔اس کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ تضاد تحتانی کا تعلق مختلف کیفیت رکھنے والے دو جزئیہ قضیوں کے درمیان میں ہوتا ہے۔مثلاً:

Proposition ...(I) Some S is P. قضیہ ... ی کچھ س پ ہیں۔

Proposition ...(O) Some S is not P. قضیہ ... و کچھ س پ نہیں ہیں۔

ان دونوں" ی" اور" و" قضیوں میں تضاد تحتانی کی نسبت پائی جاتی ہے۔اسی طرح

(I) Some men are doctors. (ی) کچھ آدمی ڈاکٹر ہیں۔

(O) Some men are not doctors. (و) کچھ آدمی ڈاکٹر نہیں ہیں۔

یہ دونوں قضیے آپس میں تضاد تحتانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ایسے مختلف جزئیہ قضیوں کے جوڑوں میں دونوں قضیے ضد تحتانی (Sub-Contraries) کہلاتے ہیں۔قضیہ" ی" ایک جزئیہ موجبہ قضیہ ہے اور" و" بھی ایک جزئیہ سالبہ قضیہ ہے۔یہ دونوں

قضیے ایک دوسرے کی ضدِ تحتانی (Sub-Contrary) ہیں۔ تضادِ تحتانی کا اختلاف قضایا کے تضاد کے اختلاف کے بالکل الٹ ہوتا ہے۔

فکر کے اصول
(Laws of Thought)

علم منطق میں فکر کے اصولوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے یعنی منطق ہی فکر کے قوانین وضع کرتا ہے۔ وہ اصول طے کرتا ہے جن سے صحیح فکر ممکن ہوتا ہے۔ منطق کا موضوع فکر ہے اور منطق ہی یہ بتاتا ہے کہ ہمیں کس طرح فکر و استدلال کرنا چاہیے تا کہ ہم مختلف النوع فکری مغالطوں سے بچ سکیں۔ فکر ایک ایسا ذہنی عمل ہے جس سے سوچ بچار کے بعد صحیح نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔

فکر کے بنیادی اور اساسی اصول تین ہیں جو فکر کے لیے لازمی اور کافی ہیں۔ روایتی طور پر فکر کے تین اصول درج ذیل ہیں:

1۔ اصول عینیت (Law of Identity)

2۔ اصول مانع اجتماع نقیضین (Law of Non-Contradiction)

3۔ اصول خارج الاوسط (Law of Excluded Middle)

فکر کے یہ اصول اپنی نوعیت اور اہمیت کے لحاظ سے منطق میں اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ جو بھی فکر کے اصولوں کا فہم رکھتے ہیں۔ وہ علمی، فکری اور ادبی دھاروں کو جان جاتے ہیں۔ وہ تحریر، تقریر یا عام گفتگو میں بھی معنی اور اختصار کو مدِنظر رکھتے ہیں۔ صحیح فکر انہی پر مبنی ہوتی ہے۔ یہ فکر کو بنیاد مہیا کرنے والے اصول ہیں۔ اب ذیل میں فکر کے ان اصولوں کی وضاحت کی جاتی ہے۔

1۔ اصول عینیت (Law of Identity)

اصول عینیت کو دراصل اصول شناخت بھی کہتے ہیں یعنی اس اصول کے تحت یہ طے کیا جاتا ہے کہ ہر شے کی کوئی نہ کوئی شناخت ضرور ہے۔ اس شے کی صفات کی بنا پر وہ شے آپ اپنا تعارف ہے۔ اس اصول کے مطابق جو شے ہے وہ وہی ہے جو کہ وہ ہے اس میں تبدیلی نہیں ہے۔ اگر تبدیلی ہو تو وہ تبدیلی کے ساتھ ایک نئی شے بن جاتی ہے۔ الف اگر کوئی ہونہار طالب علم ہے تو یہ الف کی شناخت ہے۔ اصول عینیت کے تحت ہر شے کی شناخت ہی یہ ہے کہ ہر شے وہی ہے جو کہ وہ ہے۔ ایک دھات، دھات ہے۔ پتھر، پتھر ہے۔ کرسی، کرسی ہے اور آدمی فانی ہے تو وہ فانی ہے۔ کوے سیاہ ہیں تو وہ سیاہ ہیں۔ آم، سرخ ہیں تو سرخ ہیں۔ پانی، مائع ہے تو مائع ہے۔ یہ تمام مثالیں مختلف اشیاء کی صفات کا اقرار کرتی ہیں۔

اصول عینیت کے تحت کسی شے کے ہونے کی صفات کی بنا پر اس کی شناخت ہے اور جب تک اس میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی تو وہ شے وہی ہے جو کہ وہ ہے۔ وہ صفات جو کسی شے میں پائی جاتی ہیں وہ ہمیشہ ہی اس میں پائی جاتی ہیں۔ جس وجہ سے وقت بدلنے پر بھی اس شے کی وہی شناخت رہتی ہے جو وہ ہے۔

مثلاً دودھ کو دودھ ہی کہا جاتا ہے۔ جب اس میں کیمیائی تبدیلی ہوتی ہے تو وہ دودھ سے دہی بن جاتا ہے۔ پھر دہی کو دہی کہیں گے کہ اس کی یہی شناخت ہے۔ اصول عینیت کے مطابق دودھ کو اس وقت تک دودھ ہی کہا جائے گا جب تک وہ دودھ کی صفات رکھتا ہے لیکن جب سے اس کی ہیئت اور فطرت میں تبدیلی کی وجہ سے دہی بن جاتا ہے تو اس کو دہی کہنا شروع کردیں گے۔

اسی طرح اگر کوئی لڑکا جب تک وہ عمر کے لحاظ سے نوجوان ہے تو اس کو نوجوان ہی کہا جائے گا کیونکہ نوجوان ہونا ہی اس کی شناخت ہے لیکن عمر بڑھنے پر جب یہی لڑکا بڑا ہو کر بزرگ بن جائے گا تو اس کو لڑکا نہیں بلکہ بزرگ یا بوڑھا کہا جائے گا۔ کیونکہ عمر اور جسمانی ساخت میں تبدیلی کی وجہ سے وہ اب لڑکا نہیں رہا بلکہ بزرگ یا بوڑھا بن گیا ہے۔ اصول عینیت کے مطابق جب وہ لڑکا تھا تو اس کو لڑکا ہی کہاجاتا تھا یا کہا جانا چاہیے تھا لیکن جب وہ بوڑھا ہوگا تو اسے بوڑھا ہی کہا جائے گا۔

فکر کے اس اہم اصول، اصول عینیت یا اصول شناخت کے تحت کوئی شے جو ہے وہ وہی ہے۔ کتاب، کتاب ہے۔ قلم، قلم ہے۔ پنسل، پنسل ہے۔ سکول، سکول ہے اور کالج، کالج ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہی ان کی شناخت ہے۔

2۔ اصول مانع اجتماع نقیضین (Law of Non-Contradiction)

فکر کے اصول مانع اجتماع نقیضین کے مطابق دو متضاد اشیاء ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ اکٹھی نہیں ہوسکتیں، یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی شے ہے بھی اور اسی وقت نہیں بھی ہے مثلاً ہم اس اصول کے تحت یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں شخص اس وقت زندہ بھی ہے اور زندہ نہیں بھی ہے، یعنی وہ زندہ ہے اور مرا ہوا بھی ہے۔ زندگی اور موت دو متضاد صفات ہیں یہ کسی صورت بھی ممکن نہیں کہ کسی شے میں زندگی کے آثار ہیں اور اسی وقت وہ موت کی صورت بھی رکھتا ہے، یعنی مرا ہوا ہے کیونکہ دو متضاد آپس میں اکٹھے نہیں ہوسکتے۔

اصول مانع اجتماع نقیضین کے مطابق کسی شے کی صفات جو اس میں پائی جاتی ہیں یا جن صفات کی وجہ سے وہ ہے اس کا ہونا اور نہ ہونا دونوں ایک ہی وقت میں اس میں موجود نہیں ہوسکتیں۔ کسی طالب علم کے بارے میں یہ کہنا بالکل غلط ہوگا کہ وہ اس وقت کلاس میں حاضر ہے اور غیر حاضر بھی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ طالب علم کلاس میں بیٹھا اپنے استاد کا لیکچر سن رہا ہے اور ساتھ ہی اسی وقت وہ کلاس میں موجود بھی نہیں ہے۔ دونوں صورتوں میں سے صرف ایک صورت ممکن ہوسکتی ہے۔

کوئی پھول سرخ ہے اور غیر سرخ بھی ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں۔ سرخ ہونے سے مراد ہے کہ اس کا رنگ سرخ ہے اور غیر سرخ ہونے سے مراد ہے کہ سرخ کے علاوہ کوئی دوسرا رنگ بھی ہے۔ یہ دونوں متناقض صفات ہیں اور یہ صحیح نہیں ہے کہ دو متناقض صفات ایک ہی وقت میں اکٹھی پائی جائیں۔ کسی شخص کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ مسلمان بھی ہے اور غیر مسلمان بھی ہے، یا تو وہ مسلمان ہوگا اور یا پھر مسلمان کے علاوہ کسی مذہب کو اختیار کئے ہوئے ہوگا، یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ کسی مذہب کو بھی نہ مانتا ہو لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ مسلمان بھی ہو اور غیر مسلمان بھی۔ اصول مانع اجتماع نقیضین کے مطابق دو متناقض صفات ایک ہی وقت میں کسی ایک شے میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اس اصول کے تحت ان متناقض صفات کا اکٹھا ہونا منع ہے۔ کسی شے میں

ایک ہی وقت میں دو متناقض صفات ایک ہی مفہوم میں اکٹھی پائی نہیں جاسکتیں۔ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ اسلم لائق بھی ہے اور نالائق بھی ہے۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ اسے کسی ایک مضمون میں دسترس حاصل ہو اور کسی دوسرے میں نہ ہو۔ لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ جس مضمون میں لائق ہے۔ اس میں اسی وقت نالائق بھی ہو۔ اسی طرح یہ تو ممکن ہوسکتا ہے کہ اسلم لائق ہے اور اس کا دوسرا ہم جماعت اکرم نالائق ہے۔ کیونکہ یہ دو الگ الگ طالب علم ہیں۔

اس نکتہ کو سمجھنے کے لیے ایک اور مثال لیجیے کہ کوئی پھول ایک ہی وقت میں سرخ اور غیر سرخ نہیں ہوسکتا ہے۔ اسی وقت نیلا یا غیر نیلا نہیں ہوسکتا یا تو وہ نیلا ہوگا یا پھر نیلے کے علاوہ کوئی دوسرا رنگ ہوگا۔

فکر کے اس دوسرے اہم اصول اصول مانع اجتماع نقیضین کا مطلب ہی یہ ہے کہ دو متناقض صفات ایک جگہ ایک ہی وقت درست نہیں ہوسکتیں۔ یہ حقائق کے منافی ہے کہ اس وقت دھوپ نکلی بھی ہوئی ہے اور دھوپ نہیں بھی نکلی ہوئی۔ ایک ٹب میں پانی ٹھنڈا بھی ہے اور وہی پانی اسی وقت ٹھنڈا نہیں ہے۔ دودھ سفید بھی ہے اور وہی دودھ غیر سفید بھی ہے۔ کوئی کہے کہ بارش ہورہی ہے اور اُس وقت اُسی جگہ نہیں بھی ہو رہی۔ ان تمام مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ دو متناقض صفات ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ اکٹھی درست نہیں ہوسکتیں۔ اس اصول میں اہم نکتہ یہ ہے کہ صرف اس بات کی طرف توجہ دیتا ہے کہ دو متناقض صفات الگ الگ درست ہوں یا نہ ہوں لیکن ایک ہی جگہ ایک وقت میں ایک ہی شے میں درست نہیں ہوسکتیں۔

3۔ اصولِ خارج الاوسط (Law of Excluded Middle)

فکر کے اصول ہمیں علم منطق کی عمارت صحیح طور پر استوار کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ اصولِ عینیت میں کسی شے کی شناخت معلوم ہوتی ہے۔ اصولِ مانع اجتماع نقیضین میں یہ بتایا جاتا ہے کہ صحیح فکر کے لیے ضروری ہے کہ دو متناقض صفات ایک ہی وقت میں ایک جگہ ایک ہی شے میں اکٹھی نہیں پائی جاسکتیں۔ یعنی دو نقیضین (Contradictories) ایک ہی وقت میں درست نہیں ہوسکتیں لیکن اصول خارج الاوسط کے مطابق دونوں نقیضین (Contradictories) غلط بھی نہیں ہوسکتیں۔ ان میں سے ایک ضرور صحیح ہوگی جبکہ دوسری نہیں، یعنی دو نقیضین (Contradictories) میں سے ایک موجود ہوگی اور دوسری خارج۔

اصول خارج الاوسط میں اصول مانع اجتماع نقیضین کو دوسرے انداز، طریق، پہلو اور نہج سے بیان کیا گیا ہے مثلاً اصول عینیت کے مطابق سرخ پھول وہ ہے جس میں سرخ پھول کی تمام صفات پائی جائیں۔ اصول مانع اجتماع نقیضین کے مطابق سرخ اور غیر سرخ کی صفات آپس میں نقیضین (Contradictories) ہیں، اس لیے یہ دونوں اکٹھی نہیں پائی جاسکتیں۔ جب کہ فکر کے تیسرے اور اہم اصول، اصول خارج الاوسط کے مطابق ان دونوں نقیضین میں سے ایک قسم کی صفات خارج کی جائیں گی اور ظاہر ہے غیر سرخ کی صفات خارج کی جائیں۔ باقی سرخ پھول کی صفات موجود رہیں گی جو اس پھول کے سرخ ہونے کی وجہ بنیں گی۔ یہی اس کی شناخت ہوگی۔

اسی طرح اسلم لائق یا نالائق ہے، یعنی ان دونوں نقیضین میں سے ایک قسم کی صفت نکال دی جائے گی اور دوسری موجود رہے گی۔ اگر لائق والی صفات نکال دی جائیں تو ہم کہیں گے کہ "اسلم نالائق ہے" اور اگر نالائق والی صفات خارج کی

جائیں گی تو ہم کہیں گے کہ "اسلم لائق ہے۔"

اصول مانع اجتماع نقیضین کے مطابق دو متناقض قضیے "اسلم نیک ہے" اور "اسلم غیر نیک ہے" بیک وقت درست نہیں ہو سکتے۔ اگر ان دونوں میں سے ایک درست ہے تو دوسرا ضرور غلط ہے اور اگر دوسرا درست ہے تو پہلا ضرور غلط ہے۔

جس طرح اصول مانع اجتماع نقیضین میں دونوں قضیوں کو بیک وقت درست نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح اصولِ خارج الاوسط کے مطابق دو متناقض قضیے غلط نہیں ہو سکتے۔ اگر ان میں سے ایک غلط ہے تو دوسرا ضرور درست ہے۔ دونوں درست نہیں ہو سکتے۔ اگر ان دونوں میں سے ایک درست ہے تو دوسرا ضرور غلط ہے اور اگر دوسرا درست ہے تو پہلا ضرور غلط ہے۔

جس طرح اصول مانع اجتماع نقیضین میں دونوں قضیوں کو بیک وقت درست نہیں کہا جا سکتا، اسی طرح اصول خارج الاوسط کے مطابق دو متناقض قضیے غلط نہیں ہو سکتے۔ اگر ان میں سے ایک غلط ہے تو دوسرا ضرور درست ہوگا اور اگر دوسرا غلط ہے تو پہلا ضرور درست ہوگا۔

اصول خارج الاوسط کے مطابق دو نقیضین میں سے ایک درست ضرور ہوگا، مثلاً ہم زید کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ یا مسلمان ہے یا غیر مسلمان ہے۔ یعنی مذہب کی بنا پر دو نقیضین مسلمان اور غیر مسلمان میں سے ایک درست ضرور ہے۔ لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ زید مسلمان ہے یا ہندو ہے کیونکہ یہ دونوں مذاہب ہیں۔ آپس میں نقیضین نہیں۔ نقیضین مسلمان یا غیر مسلمان ہیں۔

فکر کے اس تیسرے اہم اصول، اصول خارج الاوسط کے مطابق یہ بات نہایت اہم ہے کہ دو متناقض صفات والے قضیے ایک ہی وقت میں غلط نہیں ہو سکتے۔ ان میں ایک ضرور درست ہوگا اور یہ منطقی بات ہے کہ اگر ایک غلط ہوگا تو دوسرا یقیناً صحیح ہوگا۔ اصول خارج الاوسط کے مطابق، بیک وقت دن اور رات دونوں کا اکٹھا ہونا درست نہیں ہے، لیکن یہ بات بھی صحیح ہے کہ یہ دونوں غلط بھی نہیں ہیں یا تو دن کا وقت ہوگا یا پھر رات کا اور اگر دن کا وقت ہے تو پھر یقیناً رات کا وقت نہیں ہوگا۔ یعنی دونوں متناقض صفات میں سے ایک کو ضرور خارج کیا جائے گا یا ہونا ہوگا۔ جیسے یا تو کالج میں آج چھٹی کا دن ہے یا پھر چھٹی کا دن نہیں ہے۔ دونوں میں سے ایک امکان غلط ہوگا۔ جس طرح دونوں امکان درست نہیں ہو سکتے اسی طرح دونوں غلط بھی نہیں ہو سکتے۔

مشقی سوالات

انشائی طرز Subjective Type

سوال 1: مختصر جواب دیں:

i. حد کی تعریف لکھیں۔

ii. حکم سے کیا مراد ہے؟

iii. نسبت عکسیہ کی تعریف لکھیں۔

iv۔ قضیہ اور جملہ میں کیا فرق ہے؟

v۔ سادہ قضیہ اور مرکب قضیہ میں فرق بتائیں۔

vi۔ کلیہ قضیہ اور جزئیہ قضیہ سے کیا مراد ہے؟

vii۔ موجبہ قضیہ اور سالبہ قضیہ سے کیا مراد ہے؟

viii۔ کمیت اور کیفیت کے باہمی تعلق سے جو چار بنیادی قضیے بنتے ہیں ان کے نام اور علامتیں لکھیں۔

ix۔ تضاد تحتانی کی تعریف لکھیں۔

x۔ اصول عینیت سے کیا مراد ہے؟

سوال 2: تفصیلاً جواب دیں:

i۔ منقولی قضیے سے کیا مراد ہے؟ وضاحت سے بیان کیجئے؟

ii۔ چار درجاتی قضیے کیا ہوتے ہیں؟ مثالوں سے وضاحت کیجئے؟

iii۔ قضیوں کی کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے تقسیم کی وضاحت کیجئے؟

iv۔ قضیوں کی چار معیاری اشکال بیان کیجئے؟

v۔ روایتی مربع اختلافات قضایا پر نوٹ لکھئے؟

vi۔ فکر کے تین اصول بیان کیجئے؟

معروضی طرز (Objective Type)

سوال 3: دیئے ہوئے سوالات کے ممکنہ چار جوابات میں سے صحیح جواب کی نشاندہی کریں:

i۔ فکر کی تصدیق یہ ہے کہ وہ مطابق ہو۔

ا۔ حقائق ب۔ واقعات ج۔ علوم د۔ تصورات

ii۔ تصور کو الفاظ میں بیان کرنا علم منطق کی اصطلاح میں کہلاتا ہے۔

ا۔ محمول ب۔ حد (Term) ج۔ اظہار د۔ متبادل

iii۔ دو تصورات کے مابین بیان کردہ تعلق کو کہتے ہیں۔

ا۔ قضیہ ب۔ تقسیم ج۔ تصدیق د۔ نفی

iv۔ تصدیق کو الفاظ میں بیان کرنا علم منطق کی اصطلاح میں کہلاتا ہے۔

ا۔ عمل منطق ب۔ فکر ج۔ قضیہ د۔ مثال

v۔ منطق کا تعلق ہوتا ہے۔

ا۔ عمل تصدیق سے ب۔ عمل فکر سے ج۔ عمل انعکاس سے د۔ عمل تعلم سے

vi۔ قضیہ دو حدود کے باہمی تعلق کا اقرار یا پھر

ا۔ انکار ب۔ اقبار ج۔ لحاظ د۔ رد

vii۔ قضیہ کے تعداد کے لحاظ سے اجزا ہوتے ہیں۔

ا۔ دو ب۔ تین ج۔ چار د۔ پانچ

viii۔ قضیہ میں وہ شے جس کے بارے میں اقرار یا انکار کیا جاتا ہے کو کہتے ہیں۔

ا۔ عمل ب۔ رد ج۔ موضوع د۔ ضرب

ix۔ قضیہ میں وہ شے جس کا اقرار یا انکار کیا جاتا ہے کو کہتے ہیں۔

ا۔ محمول ب۔ اصول ج۔ شے د۔ لاشے

x۔ قضیہ میں جس علامت سے انکار یا اقرار کی وضاحت ہواسے کہتے ہیں۔

ا۔ نفی کی علامت ب۔ مثبت کی علامت ج۔ نسبتِ حکمیہ د۔ تقسیم کی علامت

xi۔ قضیہ میں نسبتِ حکمیہ کا تعلق زمانہ سے ہوتا ہے۔

ا۔ مستقبل ب۔ ماضی ج۔ حال د۔ کوئی نہیں

xii۔ کمیت (Quantity) کے لحاظ سے قضیے کی اقسام ہیں جزئیہ قضیے اور

ا۔ کلیہ قضیے ب۔ معقول قضیے ج۔ شرطیہ قضیے د۔ فکری قضیے

xiii۔ کیفیت (Quality) کے لحاظ سے قضیے کی اقسام ہیں.................اور سالبہ قضیے۔(موجبہ)

ا۔ موجبہ قضیے ب۔ کیفیتی قضیے ج۔ عملی قضیے د۔ تعلیمی قضیے

xiv۔ کوئی قضیہ اگر کلیہ ہے تو وہ کلی طور پر منفی بھی ہوسکتا ہے اور مثبت بھی۔

ا۔ منفی بھی ب۔ عملی بھی ج۔ شناختی بھی د۔ غلط بھی

xv۔ اصولِ خارج الاوسط کے مطابق دو متضاد یا نقیضین ایک ہی وقت میں نہیں ہوسکتیں۔

ا۔ رد ب۔ تبدیل ج۔ غلط د۔ الٹ